ماریہ ترمذی* پروفیسر ڈاکٹر نجیبہ عارف**

# فرہنگِ ہوبسن جوبسن: انیسویں صدی کی ایک اشتقاقی فرہنگ اور اس کے مصنفین

**Abstract:** *Hobson-Jobsonis a glossary of Anglo-Indian words and terms which is compiled in the late nineteenth century. It was written by Henry Yule and Arthur Coke Burnell and first published in 1886. Burnell died before the work was finished, and most of it was completed by Yule, who, however, fully acknowledged Burnell's contributions. It is an etymological glossary of words from Indian languages which came into use during the British rule of India. It documents the words and phrases that entered and absorbed in European languages from Indian languages.* Hobson-Jobson *holds over 2,456 entries. It included illustrative quotations that were drawn from a wide range of travel texts, histories, memoirs, novels and others. It does not only record the vocabulary but also the culture of the British India. It encompasses aspects of the history, trade, peoples, and geography. This glossary has never been superseded. There is not any considerable work regarding this glossary and its authors in Urdu. This article gives its brief introduction, elaborates its unique name, and discusses the issue of publishing year and gives details about the authors.*

تاریخ عالم پر نظر ڈالی جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب بھی دو مختلف قومیں تاریخ کے کسی بھی مقام پر اکٹھی ہوتی ہیں تو ان کی زندگی کے تمام شعبہ جات پر ان کے باہمی تعلقات کے اثرات مرتسم ہونا عین فطری ہے۔ جہاں اقوام سماجی حوالوں سے متاثر ہوتی ہیں وہیں لسانی تبدیلی کے عمل سے بھی گزرتی ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں ایک سے زیادہ اقوام فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئیں۔ آریا، عرب اور وسط ایشیائی قبائل پھر اٹھارہویں صدی میں پرتگالی، ولندیزی، فرانسیسی اور برطانوی انگریز مختلف ادوار میں ہندوستان آئے۔ اسی طرح مقامی زبانوں میں بھی تبدیلیاں پیدا ہونے کا عمل جاری رہا۔ فرہنگِ ہوبسن جوبسن ہندی (اردو) زبان کے اسی لسانی سفر کی داستان سناتی ہے۔ اس فرہنگ میں الفاظ کے اشتقاق اور ماخذات پر بحث کی گئی ہے اور الفاظ کی اصل تک پہنچنے کی کوشش کی گئی ہے جس کے نتیجے میں قومی و لسانی ارتباط کی علامات ظاہر ہوئیں ہیں۔

* ٹیچنگ ریسرچ ایسوسی ایٹ، شعبۂ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

** صدر شعبۂ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

**فرہنگِ ہوبسن جوبسن: تالیف وسنہ اشاعت اور عنوان:**

فرہنگِ ہوبسن جوبسن پہلی مرتبہ انیسویں صدی میں *Hobson Jobson: A Glossary of Anglo Indian words and phrases of kindred terms, Etymological, Historical, Geographical and discursive* کے عنوان سے لندن میں شائع ہوئی۔ اس عنوان کا ترجمہ فرہنگ ہوبسن جوبسن: اینگلو انڈین الفاظ وتراکیب اور متعلقات مع اشتقاق، تاریخی، جغرافیائی معلومات، لسانی تغیرات مع استدلال ہے۔ اس طویل عنوان سے اس کے مندرجات کے خصائص کا اندازہ بھی ہو جاتا ہے۔ اس فرہنگ کے سنہ اشاعت کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ سب سے پہلے آغا افتخار حسین نے ۱۹۶۸ء میں ہوبسن جوبسن پر ایک مبسوط تحقیقی مضمون لکھ کر اسے اردو دان طبقے میں متعارف کروایا(۱)۔ بعد کے محققین جن میں رضیہ نور محمد(۲)، عطش درانی(۳) اور صفدر رشید(۴) شامل ہیں نے بھی اسی مضمون کو بنیاد بناتے ہوئے اپنی کتابوں میں اس فرہنگ کا ذکر کیا ہے۔ محققین نے ۱۸۶۶ء کو اس کا سنہ اشاعت بتایا ہے(۵)۔ تاہم راقم الحروف کی تحقیق کے نتائج مختلف ہے۔ اس فرہنگ کے تین ایڈیشن زیر تحقیق رہے۔ پہلا ۱۹۰۳ء میں جان مُرے پبلشرز لندن سے شائع ہونے والا ولیم کرک کا اضافہ شدہ ایڈیشن(۶)، دوسرا رتلج اینڈ کگن پال لندن پریس سے ۱۹۸۶ء میں شائع ہونے والا(۷) اور تیسرا نئی دہلی سے ۲۰۰۷ء میں شائع ہونے والا (۸) زیر غور رہا۔ ہوبسن جوبسن کے ان سب نسخوں میں پہلی اشاعت کا سنہ ۱۸۸۶ء ہی درج ہے۔ ان سب طباعتوں میں موجود ہنری یول کے لکھے گئے دیباچہ کے نیچے ۵ جنوری ۱۸۸۶ء کی تاریخ درج ہے۔ دیباچوں کی تعداد اور عرض ناشر کے فرق کے سوا ان تینوں ایڈیشنوں کے فرہنگ کے متن میں کوئی فرق نہیں ہے۔ موخر الذکر دونوں ایڈیشن ۱۹۰۳ء میں شائع ہونے والے ایڈیشن کی عکسی طباعتیں ہیں۔

دیباچے میں فرہنگ کی اشاعت سے قبل ہی اے۔ سی۔ برنل (A.C.Burnell) کی وفات پر دکھ کا اظہار کیا گیا ہے۔ برنل صاحب کی تاریخ وفات ۱۲ اکتوبر ۱۸۸۲ء ہے۔ ہنری یول (Henry Yule) کا لکھا گیا یہ دیباچہ کتاب کے سب ایڈیشنوں میں شامل ہے نیز کتاب کے متن سے بھی ۱۸۶۶ء میں اشاعت کے خیال کی تردید ہوتی ہے۔ فرہنگ میں کچھ جگہ پر ایس۔ ڈبلیو۔ فیلن (S.W Fallon) اور جان پلیٹس (John Platts) کی لغات کے حوالے بھی دیے گئے ہیں۔ فیلن کی لغت کا سنہ اشاعت ۱۸۷۹ء جب کہ پلیٹس کی لغت کا سنہ اشاعت ۱۸۸۴ء ہے۔ ان شہادتوں کی بنا پر ۱۸۶۶ء کو اس کا درست سنہ اشاعت تصور نہیں کیا جا سکتا۔

ہوبسن جوبسن کا منفرد عنوان حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے ناموں سے اخذ کیا گیا ہے۔ مصنف کتاب کو کوئی دلچسپ اور پر کشش عنوان دینا چاہتے تھے۔ ان کے تجربے کے مطابق بہت سی بہترین کتب بعض اوقات سنجیدہ اور عام عنوان کی حامل ہونے کے باعث قارئین کی توجہ اپنی جانب مبذول کروانے میں ناکام ہو جاتی ہیں۔ اس لیے فرہنگ کو کوئی ایسا عنوان دینا چاہیے جو پُر کشش ہو اور قاری میں فرہنگ خریدنے اور پڑھنے کی تحریک پیدا کرے۔ ہنری یول نے دیباچے میں بتایا ہے کہ محرم کے ماتمی جلوسوں میں مسلمان سینہ کوبی کرتے ہوئے یا حسنؓ اور یا حسینؓ کے الفاظ بولتے ہیں۔ انگریز سپاہیوں نے ان الفاظ کو مختلف طریقے سے سنا اور ادا کیا، مختلف

صورتیں اختیار کرتے ہوئے ان ناموں نے بگڑ کر ہوبسن جوبسن کی شکل اختیار کرلی۔ ہنری یول نے اس نام کی اس فرہنگ کے ساتھ ایک اور مماثلت بھی قائم کی ہے۔ حسن اور حسین دونوں بھائی تھے۔ اس کتاب کے بھی دو مصنفین ہیں۔ یوں انھوں نے ہوبسن جوبسن کو علامتی طور پر اپنے اور اے سی برنل کے لیے استعمال کیا ہے۔

آغا افتخار حسین نے فرہنگ کے اس عنوان کی ایک قیاسی وجہ یہ بھی بتائی ہے کہ مصنف کو حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ سے عقیدت ہوگی۔ اس خیال کو مضبوط کرنے کے لیے یہ دلیل پیش کی ہے کہ ہنری یول کے والد میجر ولیم یول (William Yule) عربی اور فارسی زبان کے عالم تھے اور انھوں نے حضرت علی کی کتاب نہج البلاغۃ کا انگریزی ترجمہ کرکے شائع کیا تھا۔ والد کے خیالات کے اثرات نے ہنری یول کے دل میں حضرت علی اور ان کے بیٹوں کے لیے عقیدت پیدا کردی ہوگی۔ یہاں تک کہ یہ عقیدت یول کی اس اہم تصنیف کا عنوان بن گئی(۹)۔ البتہ ہنری یول نے ایسے کسی جذبے کا ذکر نہیں کیا۔ بغور مطالعہ کیا جائے تو فرہنگ اور عنوان میں کسی حد تک مطابقت کا احساس ہوتا ہے۔ یہ فرہنگ الفاظ کے سفر کی روداد ہے۔ ایک لفظ کتنی شکلیں یا معانی بدل کر مختلف علاقوں کا سفر کرتا ہے۔ فرہنگ کا موضوع ہندوستان کے راستے یورپی زبانوں میں داخل ہونے والے مختلف زبانوں کے الفاظ ہیں۔

انتھنی برجس (Anthony Burgess) نے فرہنگ کے دلچسپ عنوان کی ایک بہت خوبصورت وضاحت دی ہے کہ یہ منفرد عنوان دراصل قاری کو گھیر کر ایک ایسے کمرے میں لے جاتا ہے جہاں دو انتہائی قابل مصنف قاری کو ہندوستان کے ذائقوں، خوشبوؤں اور رنگوں سے آشنا کرتے ہیں(۱۰)۔ بلاشبہ ایسا ہی ہے اس فرہنگ میں پھلوں، پھولوں، ذائقوں، درختوں، پودوں، جانوروں، بیماریوں، تہواروں، بندرگاہوں، شہروں، دیہاتوں، قصبوں کے ناموں کی تفصیل بھی ملتی ہے اور ہندوستان کی مختلف، زبانوں، سکوں اور خاندانوں کی تاریخ کا احوال بھی پڑھنے کو ملتا ہے۔

**فرہنگِ ہوبسن جوبسن کے مصنفین کا تعارف:**

فرہنگِ ہوبسن جوبسن سر ہنری یول اور ارتھر کوک برنل کی تقریباً ۱۴ برس کی محنت کا ثمر ہے۔ ان دونوں مصنفین کی ملاقات انڈیا آفس لائبریری لندن میں ہوئی۔ جہاں اس موضوع میں مشترکہ دلچسپی کے ذکر کے نتیجے میں اس فرہنگ کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد یول اور برنل کی کبھی ملاقات نہ ہوئی مگر دونوں کے مابین خط کتابت ہی کے ذریعے اس فرہنگ نے جنم لیا تھا۔ فرہنگ کی تیاری میں مواد کی فراہمی کا کلیدی کام انھوں نے کیا جبکہ فرہنگ کا بنیادی متن ہنری یول کا تحریر کردہ ہے۔ گو کہ برنل صاحب کا انتقال کتاب کی اشاعت سے ۴ سال قبل ہوگیا تھا مگر یول صاحب نے دیباچے میں ان کی خدمات کا اعتراف کھلے دل سے کیا ہے۔ یول صاحب نے فرہنگ کے مشکل کام کو پایہ تکمیل تک پہنچا کر شائع کیا۔ اندراجات کے استعمال کے ذیل میں دیے گئے اقتباسات میں سے زیادہ تر برنل صاحب ہی کی کاوش

ہے۔ یول صاحب نے نشاندہی کی ہے کہ اس مقصد کے حصول کے لیے برنل صاحب نے کتب خانوں میں تلاش کے ساتھ مہنگی کتابیں خریدنے سے بھی گریز نہیں کیا۔

۱۹۰۳ء میں ولیم کرک (William Crook)(۱۱)نے فرہنگِ ہوبسن جوبسن کو تدوین کر کے شائع کیا۔انھوں نے یول صاحب کے بنیادی متن میں کچھ اضافے بھی کیے۔ کرک نے اپنی اور یول صاحب کی تحریر میں امتیاز برقرار رکھنے کی لیے خطوط کا استعمال کیا ہے۔اس ایڈیشن کے بعد فرہنگ کے جتنے بھی ایڈیشن شائع ہوئے وہ اسی ایڈیشن کی عکسی طباعتیں تھیں۔ یہاں تک کہ ۲۰۱۳ء میں کیٹ ٹیلچر (Kate Teltscher )(۱۲)نے اوکسفرڈ یونی ورسٹی پریس سے فرہنگ کا نیا ایڈیشن شائع کیا(۱۳)۔ یہ ایک مختصر ایڈیشن ہے جس میں مدون نے فرہنگ کے اندراجات کا انتخاب کر کے تعارف اور حواشی کے ساتھ شائع کیا ہے۔

**۱۔ ہنری یول (یکم مئی ۱۸۲۰ء۔ ۳۰ دسمبر ۱۸۸۹ء):**

ہنری یول (Henry Yule) مڈلوتھیئن(Midlothian)میں میجر ولیم یول اورایلزبتھ پیٹرسن (Elizabeth Paterson)کے ہاں پیدا ہوئے۔میجر ولیم یول (۱۷۶۲ء۔۱۸۳۹ء)ایسٹ انڈیا کمپنی کے ملازم تھے۔ ان کی والدہ کا نام ایزے پیٹرسن تھا۔ میجر یول مشرقی زبانوں اور علوم میں خصوصی دلچسپی و مہارت رکھتے تھے۔ ۱۸۰۹ء میں ریٹائر ہو کر ہندوستان سے وطن واپس لوٹے تو عربی اور فارسی زبان کے کئی مخطوطات اپنے ساتھ لے گئے جو اب برٹش میوزیم میں محفوظ ہیں۔ انھوں نے ۱۸۳۲ء میں *Apophthegms of Ali the son of Abu Talib* کے نام سے ایک کتاب شائع کی جس میں عربی متن، اس کا قدیم فارسی ترجمہ اور خود میجر یول کا کیا ہوا انگریزی ترجمہ شامل ہے۔(۱۴)

ہنری یول کا بچپن سکاٹ لینڈ کے شہر ایڈنبرا کے ایک نواحی قصبے میں گزرا۔ آٹھ برس کی عمر میں یول کی والدہ انتقال کر گئیں۔ اس کے بعد یول والد اور بھائی کے ساتھ ایڈنبرا شہر چلے آئے۔ یہاں آ کر ان کے والد نے اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی۔ اپنے بچوں میں کتاب خوانی کا ذوق و شوق بیدار کیا۔ یول نے اپنی ابتدائی تعلیم ایڈنبرا کے ہائی سکول سے حاصل کی۔ آغاز میں انھیں قانون کی تعلیم حاصل کرنے کی لگن تھی مگر پھر انھوں نے اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے کیمبرج کا رخ کیا۔ بعد ازاں انھوں نے ان سب کے مقابلے میں فوجی ملازمت کا انتخاب کیا اور ۱۸۳۷ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے زیر انتظام فوجی کالج میں تربیت کے حصول کے لیے داخل ہو گئے۔ ۱۸۳۸ء میں اعزازی شمشیر کے ساتھ تربیت مکمل کر کے لیفٹیننٹ کمیشن کی حیثیت سے بنگال انجینئر کے عہدے پر فائز ہوئے۔ ۱۸۴۰ء سے ۱۸۴۳ء تک شمالی مشرقی سرحدوں پر کاشیہ کی پہاڑیوں پر تعینات رہے۔ جہاں ان کی ذمہ داری پہاڑوں سے نکالے جانے والے کوئلے کو میدانی علاقوں تک پہنچانے کا انتظام کرنا تھا۔ اس دوران یول نے ان پہاڑوں کے متعلق دو تحقیقی مقالے بھی تحریر کیے جو ایشیاٹک سوسائٹی کے تحقیقی مجلوں میں شائع ہوئے۔ ۱۸۴۳ء سے ۱۸۴۹ء تک شمالی مغربی صوبوں میں مغلوں کے بنائے گئے نظام آب پاشی کو از سرِ نو فعال بنانے

کے منصوبے کا حصہ رہے۔ جس میں کرنال نہروں کی کھدائی کی دیکھ بھال اور دریائے ستلج پر پل کی تعمیر کی ذمہ داری بھی شامل تھی۔ ۱۸۴۳ء میں یول پہلی بار مسلح کاروائی کا حصہ بنے۔ اسی سال ان کی شادی ایک قریبی رشتہ دار مس ماریاوائٹ سے انجام پائی جو تاحیات ان کے لیے بہترین رفیقہ ثابت ہوئیں۔ مس ماریاوائٹ(Maria White) شادی کے بعد یول کے ساتھ ہندستان آئیں مگر یہاں کی آب وہوا ان کی صحت کے لیے موافق ثابت نہ ہوئی خرابیِ صحت کے باعث انھیں واپس جانا پڑا ۱۵۔ تاہم یول ہندوستان میں رہ کر اپنی عہدہ جاتی ذمہ داریاں پوری کرتے رہے۔ ۱۸۴۵ء سے ۱۸۴۶ء اور ۱۸۴۸ء سے ۱۸۴۹ء کے دوران سکھوں کے خلاف لڑی جانے والی دونوں جنگوں میں بھی شریک ہوئے۔ ۱۸۴۹ء میں سکھوں کے ساتھ لڑی جانے والی دوسری جنگ کے بعد یول تین سال کے لیے انگلستان چلے گئے۔ وہاں اپنے قیام کے دوران علمی سرگرمیوں میں مصروف رہے۔ تحقیقی مقالے بھی لکھے اور ۱۸۵۱ء تک تین سال ملٹری اکیڈمی میں پڑھاتے بھی رہے۔ ۱۸۵۲ء میں ہندوستان واپسی پر انھیں برما جانے والے وفد میں شامل کر دیا گیا۔ مئی ۱۸۵۳ء میں وہ برما کے کٹھن سفر سے اپنی رپورٹ لکھ کر واپس پہنچے تو انھیں ایک جائزہ مہم پر سنگاپور کے دورے پر روانہ کر دیا گیا۔ برما کے سفر کو ایک ضخیم کتاب کی صورت میں قلمبند کر کے *A Narrative of the Mission to the Court of Ava* کے نام سے شائع کیا۔ کچھ عرصہ ہندوستان ریلوے ہیڈ کواٹر میں ڈپٹی کنسلٹنگ انجینیر کی حیثیت سے اپنی عہدہ جاتی ذمہ داریاں نبھاتے رہے۔ پھر ۱۸۵۵ء میں کولونل ارتھر فیئر مشن (Colonel Arthur Fair Mission) میں سیکرٹری مقرر ہوئے۔ ۱۸۵۶ء میں انتہائی مختصر مدت کے لیے انگلستان گئے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے وقت وہ الہٰ آباد میں موجود تھے۔ ہندوستان میں نو آبادیاتی نظام کے قیام کے بعد ان کی عہدہ جاتی ذمہ داریوں میں اضافہ ہو گیا۔ انھیں حکومت میں سیکٹری پی۔ ڈبلیو۔ ڈی (P.W.D) مقرر کیا گیا۔ نو آبادیاتی نظام کے قیام کے بعد جن مقامات پر انگریز شہری ہلاک کیے گئے تھے انھیں حکومت کی جانب سے قابلِ تقدیس قرار دیا گیا۔ ان مقامات میں اہم ترین کانپور میں موجود ایک مقام تھا۔ جہاں ۱۲۵ برطانوی شہری دم گھٹنے سے مر گئے تھے۔ انگریز اس واقعہ کو سانحہ بلیک ہول ۱۶ کا نام دیتے ہیں۔ یول نے حکومت کے حکم سے یہاں ایک یادگار تعمیر کروائی جس پر انجیل مقدس کے اقتباسات بھی کندہ تھے۔ ۱۸۶۲ء میں سیکٹری پی۔ ڈبلیو۔ ڈی عہدے سے ریٹائر ہو کر اپنے خاندان کے پاس اٹلی چلے گئے اور علمی سرگرمیوں میں مصروف ہو گئے۔ اس عرصے میں وہ اپنی مختلف کتب پر تحقیقی کام جاری رکھے ہوئے تھے *Cathay and the way Thither* اسی دوران شائع ہوئی۔ ۱۸۶۷ء میں لندن آکر انھوں نے مارکو پولو کے حوالے سے لکھی گئی اہم کتاب پر کام کا آغاز کیا۔ اس کتاب پر انھیں اٹلی کی جیوگرافیکل سوسائٹی نے طلائی تمغے سے نوازا، رائل جیوگرافیکل سوسائٹی نے بھی خصوصی تمغہ پیش کیا۔ ۱۸۷۵ء سے ۱۸۸۹ء تک "ہندوستانی کونسل" کے رکن رہے۔ ۱۸۸۵ء میں رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے صدر بھی رہے۔ ۱۸۸۶ء میں یول نے اپنی کئی سالوں کی محنت کو فرہنگِ ہوبسن جوبسن کی صورت میں شائع کیا۔ ۱۸۸۹ء میں ہنری یول کو اس کی خدمات کے اعتراف میں حکومت برطانیہ نے "سر" کے خطاب "اور" ستارہ ہند" کے اعزاز سے نوازا۔

ہنری یول کی تصانیف بمعہ سنین درج ذیل ہے۔

- *The African Squardon vindicated,* 1850.
- *Fortification for officers of the army,* 1851.
- *A Narrative of the Mission to the Court of Ava,* 1858.
- *Mirabilia Descripta,* 1863.
- *Cathay and the way Thither,* 1866.
- *Morco Polo's Account of Japan and Jaa,* 1871.
- *Hobson-Jobson, A Glossary of Colloquial anglo-Indian words and phrases and of kinderd terms, Etymological, Historical, Geographical and discursive,* 1886.
- *The Diary of William Hedges,* 1887-1889(۱۷)

ان کتب کے علاوہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا اور مختلف علمی جرائد میں جغرافیہ اور سوانح کے موضوعات پر تحقیقی مضامین بھی لکھے۔ ان موضوعات کے علاوہ مشرقی تبت اور برما کے دریاؤں کے بارے میں بھی نہایت دلچسپ مضامین شائع کیے۔

**۲۔ ارتھر کوک برنل (۱۱جولائی ۱۸۴۰ء۔ ۱۲اکتوبر ۱۸۸۲ء):**

ارتھر کوک برنل (Arthur Coke Burnell) انگلستان کے شہر گلوسٹر شائر میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد ارتھر برنل بھی ایسٹ انڈیا کمپنی میں بحری ملازم تھے۔ برنل صاحب نے بیڈفورڈ (Bedford) سکول اور کنگز کالج سے تعلیم حاصل کی۔ دوران تعلیم ان کا جھکاؤ لسانیات کی طرف تھا۔ ۱۸۶۰ء میں انڈین سول سروس کا امتحان پاس کر کے ۱۸۶۰ء میں مدراس آ گئے۔ انڈین سول سروس میں انھوں نے عربی زبان کا امتحان بھی دیا تھا لیکن رفتہ رفتہ دیگر زبانوں میں ان کی دلچسپی میں اضافہ ہونے لگا۔ جنوبی ہندوستان میں تعیناتی کے عرصے میں انھوں نے سنسکرت زبان کے بہت سے مخطوطات حاصل کیے۔ ۱۸۶۸ء میں علالت کے باعث انھیں وطن واپس لوٹنا پڑا۔ انگلستان میں قیام کے دوران انھوں نے سنسکرت مخطوطات کا ایک کیٹلاگ تیار کر کے شائع کیا۔ اس کیٹلاگ کی اشاعت کے بعد ۳۵۰ مخطوطات انڈیا آفس لائبریری کو پیش کر دیے۔ ۱۸۷۰ء میں ہندوستان واپسی کے بعد انھیں ضلعی منصف کا عہدہ مل گیا۔ ضلعی منصف کی حیثیت سے مختلف ضلعوں میں اپنی ذمہ داریاں نبھاتے رہے، خاص طور پر منگلور اور تنجور کے ضلعے میں تعینات رہے۔ سب سے زیادہ عرصہ تنجور کے ضلع میں گزارا۔ یہاں بھی برنل صاحب نے اپنی علمی مصروفیات جاری رکھیں۔ اس عرصے میں ایک بہت اہم کام سرانجام دیا کہ تنجور کے محل میں موجود سنسکرت مخطوطات کا اشاریہ مرتب کیا۔ یہ اشاریہ ۱۸۸۰ء میں اشاعت پذیر ہوا(۱۸)۔ سنسکرت مخطوطات کی جمع آوری کا یہ کام بے انتہا محنت کا متقاضی تھا۔ ان مخطوطات میں سے بہت سے پام کے خشک پتوں پر تحریر کیے گئے تھے نیز سنسکرت زبان ایک سے زائد خط میں لکھی جاتی ہے جنھیں پڑھنا آسان نہیں۔ سنسکرت زبان سے دلچسپی اور کام کے باعث انھیں "برنل شاستری" بھی کہا گیا[۱۹]۔ انھوں نے پرنسیپ کی طرز پر ایک کتاب مرتب کی۔ ۱۸۷۴ء میں شائع ہونے والی اس کتاب *Elements of South India Paleography* کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے سٹراسبرگ یونی ورسٹی نے انھیں ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری عطا کی۔

سنسکرت زبان سے ان کو گہری آگہی حاصل تھی چنانچہ انھوں نے سنسکرت سے تراجم بھی کیے۔ تبتی، عربی، جاپانی اور پالی زبان سے بھی واقفیت تھی۔ ہندو قانون وراثت کا ترجمہ ان کے سنسکرت سے کیے گئے تراجم میں خاص اہمیت کا حامل ہے۔ انھوں نے سنسکرت سمیت جنوبی ہند کی بولیوں پر کئی تعارفی نوعیت کے کتابچے لکھے۔

ملازمت کے ساتھ علمی کاموں پر وقت اور محنت صرف کرنے سے برنل صاحب کی صحت دن بہ دن بگڑنے لگی تھی۔ چنانچہ خرابی صحت کے باعث انھوں نے ۱۸۸۰ء میں ریٹائرمنٹ لے لی۔ ان کی قبل از وقت ریٹائرمنٹ پر مدراس گورنمنٹ نے شدید افسوس کا اظہار کیا۔ اپنی زندگی کے آخری دو سال انھوں نے اٹلی میں گزارے۔ ۱۸۸۲ء میں انگلستان چلے آئے اکتوبر کے مہینے میں انتقال کر گئے۔ برنل صاحب نے وفات کے وقت کچھ نامکمل تصنیفات بھی چھوڑیں جن میں سے ایک ترجمے کا کام تھا جسے بعد میں ایک امریکی عالم ای۔ ڈبلیو ہوپکنز (E.W.Hopkins) نے مکمل کر کے شائع کیا اور *East Indies* پر نوٹ لکھنے کے ادھورے کام کو ہالینڈ کے پی اے ٹیلی (P.A.Tiele) نے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ فرہنگِ ہوبسن جوبسن بھی ان کی وفات کے بعد ہنری یول صاحب نے شائع کی۔ برنل صاحب نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ کتابیں پڑھنے میں گزارا ان کی علم دوستی کی بدولت ان کے پاس کتب کا ایک بڑا ذخیرہ جمع ہو گیا تھا جسے ان کے انتقال کے بعد انڈیا آفس لائبریری نے ان کے ورثاء سے خرید کر حاصل کر لیا۔

برنل صاحب کی شائع شدہ کتب درج ذیل ہیں۔

- *Elements of South India Paleography*, 1874.
- *On the aindra school of Sanskrit Grammarians,* 1875.
- *A classified Index to the Sanskritt MSS in the place at Tanjore*, 1880.
- *A Tentative List of Books and some MSS relating to the History of the Portuguese in India*, 1880.
- *Hobson-Jobson, A Glossary of a Colloquial Anglo-Indian words and phrases and of kindred terms, Etymological, Historical, Geographical and discursive*, 1886.(۲۰)

### فرہنگِ ہوبسن جوبسن کا تحقیقی مطالعہ:

ہوبسن جوبسن علم الاشتقاق کے نقطہ نظر سے نہایت اہم ہے۔ الفاظ کے ماخذ اور معانی کے ارتقاء کے حوالے سے جس انداز سے اس فرہنگ میں مواد جمع کیا گیا ہے اس کی مثال اردو زبان کی لغت نویسی کی روایت میں نہیں ملتی۔ اس فرہنگ کے مندرجات دراصل اردو کے وہ الفاظ شامل ہیں جو انگریزوں اور دوسری مغربی قوموں کے ہندوستان کے ساتھ تجارتی اور سیاسی روابط کی وجہ سے بعض مغربی زبانوں میں داخل ہو گئے ہیں یا مغربی زبانوں سے ہندوستان کی مقامی زبانوں میں آ گئے۔ فرہنگ کی انفرادیت اور اہمیت میں اضافہ مولفین کی اس کوشش نے کیا کہ انھوں نے مجموعی طور پر الفاظ کے استعمال پر مغربی اور مشرقی زبانوں کی تحریروں کے حوالے دیے ہیں۔

اردو میں علم الاشتقاق سے اس طرح فائدہ اٹھانے والی کوئی اور لغت یا کتاب موجود نہیں ہے۔ الفاظ کے اشتقاق پر اردو میں خالد احمد کی ایک کتاب لفظوں کی کہانی لفظوں کی زبانی ہے۔ اس کتاب میں ایک لفظ کی کھوج میں مختلف زبانوں کے ملتے جلتے الفاظ پیش کیے گئے ہیں مگر اسے باقاعدہ طور پر کتاب کی شکل میں تحریر نہیں کیا گیا۔ اس لیے اندراجات کی تعداد اور ترتیب فرہنگ کے مطابق نہیں ہے۔ یہ خالد احمد کے انگریزی اخبارات میں چھپنے والے کالم ہیں جنھیں شیر از راج نے اردو میں ترجمہ کر کے شائع کیا ہے(۲۱)۔ کالموں میں لفظ کے معنی سے تو بحث کی ہے مگر استعمال کی مثالیں درج نہیں ہیں۔ بلاشبہ اردو میں موضوع اور تحقیق کے اعتبار سے ہوبسن جوبسن کی حیثیت منفرد ہے۔

فرہنگ میں ہنری یول کے لکھے گئے دیباچے کے ساتھ ان کا لکھا گیا مقدمہ بھی شامل ہے۔ دیباچے میں ہنری یول نے اس موضوع سے اپنی دلچسپی اور انڈین آفس لائبریری میں اے۔ سی۔ برنل سے ہونے والی واحد ملاقات کا ذکر بھی کیا ہے جس میں یول کو برنل کی اس موضوع میں دلچسپی کا علم ہوا تھا۔ نیز فرہنگ میں اپنے اور یول کے حصے کے کام کی وضاحت کی ہے اور برنل کی اشاعت سے قبل وفات پر رنج کا اظہار بھی کیا ہے۔ مصنف کو اپنی ذاتی دلچسپی کی بنا پر اور موضوع کی گہرائی کے باعث کام کو مکمل کرنے میں دشواری کا سامنا تھا۔ مندرجات کے متعلق تفصیلی معلومات اور کتب سے الفاظ کے استعمال کی مثالوں نے موضوع کے دائرہ کار کو بہت وسیع کر دیا تھا۔ طوالت کے خوف اور فرہنگ کی ضخامت کے پیش نظر اس مشکل کام کو اختتام تک پہنچایا گیا۔ ہنری یول نے اپنے چند احباب کی مدد سے اس موضوع پر بہت محنت کی۔ یہاں تک کہ فرہنگ کا نسخہ کم از کم ۴ دفعہ ہاتھ سے لکھا۔ دیباچے میں یول صاحب نے جان کیرل (John Kyrle)، جوزف ہوکر(Joseph Hooker)، روبرٹسن سمتھ(Robertson Smith)، جارج مول(George Moule)، ڈاکٹر رین ہولڈ روسٹ(Dr. Reinhold Rost)، جرنل روبرٹ میکلاگن(General Robert Maclagan)، سر جارج برڈوڈ (Sir George Birdwood)، میجر جرنل آر۔ ایچ۔ کیٹنگ(Major-General R. H. Keatinge)، پروفیسر ٹیرن دی لاکوپیئر(Professor Terrien DE LA Couperie) اور ڈاکٹر جے۔ اے۔ ایچ۔ مُرے(Dr. J. A. H. Murray) کے تعاون پر ان کا شکریہ ادا کیا ہے۔

ہنری یول نے مقدمے میں مثالوں کی مدد سے الفاظ کے سفر پر جامع بحث کی ہے۔ پرتگالی، فارسی، عربی، بنگالی، جنوبی ہندوستان کی بولیاں، فرانسیسی، ڈچ سبھی کے اختلاط کے نتیجے میں آنے والی تبدیلیوں کا ذکر کیا ہے۔

> ہوبسن جوبسن کا مقدمہ نہایت اہم دستاویز ہے جس میں ہنری یول نے نہایت ہی مدلل انداز میں اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اردو زبان میں دیگر زبانوں کا ذخیرہ الفاظ موجود ہے مگر اردو زبان کے اثرات بھی دیگر زبانوں پر ہیں۔ خصوصاً وہ اثرات جو عربی، فارسی اور سنسکرت کے اردو پر ہیں۔ وہ یورپ کی دیگر زبانوں پر بھی ہیں مگر اس کی تحقیق اس سے پہلے نہیں کی گئی۔(۲۲)

یہ مقدمہ کسی بھی لغت کے حوالے سے کی گئی عمومی گفتگو سے مختلف ہے۔ فرہنگ کے متعلق بنیادی معلومات دیباچے میں تحریر کر کے یول نے مقدمہ ایک لسانی مقالے کے انداز میں تحریر کیا ہے۔ ایک زبان پر دوسری زبان کے اثرات زبانوں کے خاندان کے متعلق توجہ مبذول کراتے ہیں۔ تہذیبوں کا ملاپ اور زبانوں میں واقع ہونے والی تبدیلیاں ایک ناگزیر عمل کی حیثیت سے قاری کے سامنے آتی ہیں۔ یول کے مطابق انگریزی میں ہندوستانی الاصل الفاظ کا دخول ملکہ الزبتھ اول اور شاہ جیمز کے زمانے سے ہی شروع ہو گیا تھا۔ اس کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہندی (اردو) کے علاوہ بہت سی زبانوں کے الفاظ بھی ہندوستان کے توسط سے انگریزی میں شامل ہوئے۔ اسی طرح ہندوستان کی مختلف زبانوں کے الفاظ ہندوستان آنے والے عرب تاجروں کے توسط سے انگریزی میں شامل ہوئے یعنی بدیسی زبانوں کے الفاظ کے دخول کا سلسلہ بالواسطہ اور بلاواسطہ دونوں طریقوں سے ہوا جیسے کہ پرتگالی کے الفاظ ہندوستان کے راستے سے منتقل ہوئے ہیں۔

مقدمے میں تیئس فرہنگوں کی فہرست دی گئی ہے جن سے فرہنگ کے لیے استفادہ کیا گیا ہے۔ اس فہرست میں زبان کی عمومی لغات کے علاوہ قانونی، مالی اور انتظامی اصطلاحات کی فرہنگیں بھی موجود ہیں اور کتابوں میں ضمیمے کی حیثیت سے شامل فرہنگیں بھی ہیں۔ ۱۰۷ کتابوں کے ناموں کی فہرست بھی موجود ہے۔ متعدد کتابوں سے استفادے کے باعث سلیم اختر نے فرہنگ ہو بسنجو بسن کو مِنی ایچر انسائیکلوپیڈیا کہا ہے(۲۳)۔ ان کتابوں کے اقتباسات اندراجات کی تفصیل کے بعد درج کیے گئے ہیں۔ تمام اقتباسات سے پہلے سنہ درج ہے۔ آغا افتخار حسین صاحب نے اسے کتابوں کا سنہ اشاعت کہا ہے(۲۴)۔ مگر مقدمے میں وضاحت کر دی گئی ہے کہ یہ کتابوں کا سنہ اشاعت نہیں ہے کیونکہ بعض دفعہ کتاب لکھی پہلے جاتی ہے اور شائع بہت بعد میں ہوتی ہے اور اگر کتاب مکمل ہونے کے فوراً بعد شائع ہو بھی جائے تو ضروری نہیں کہ وہ اسی عہد کی زبان یا کہانی سنا رہی ہو۔ چنانچہ مصنفین کی جانب سے کوشش کی گئی ہے کہ اقتباس تو کتاب سے دیا جائے مگر سنہ لفظ کے استعمال کا درج کیا جائے۔ ۱۰۷ کتابوں کی طویل فہرست مصنفین کی انتھک محنت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ کتابوں کی اس طویل فہرست کے بیان پر آغا افتخار حسین نے لکھا ہے کہ یہ فہرست اس حیرت میں مبتلا کرتی ہے کہ ہندوستان اور اس کی زبانوں کے متعلق دنیا کی اتنی کتابوں میں مواد موجود ہے(۲۵)۔ یقیناً ان کی مراد خوشگوار حیرت سے ہے۔ مصنف نے جو کتابیں استعمال کی ہیں وہ سب انگریزی زبان کی نہیں ہیں بلکہ سنسکرت، یونانی، لاطینی، پرتگالی، فرانسیسی زبان کے اقتباسات بھی مل جاتے ہیں۔

مقدمے میں ایک کمی یہ ہے کہ اس میں نقل حرفی (Transliteration) کا کوئی جدول نہیں دیا گیا۔ یہ کمی مصنف نے کچھ اس طرح پوری کی ہے کہ اس امر کی نشاندہی کر دی ہے کہ کس لغت کی نقل حرفی استعمال کی گئی ہے۔ جان شیکسپئر کی لغت کی نقل حرفی استعمال کی گئی مگر کچھ متنازعہ مسائل سے نبٹنے کے لیے چند سطروں میں ایک مختصر وضاحت بھی دے دی گئی ہے۔

کھ، خ، ٹ، ط، س، ث، ڑ، ر کی اصوات کے استعمال کے متعلق مختصر وضاحت مل جاتی ہے۔ مقدمے میں مخفّفات واختصارات کے متعلق بھی کوئی ہدایت نہیں دی گئی۔

کتاب بائیں سے دائیں جانب لکھی گئی ہے۔ اندراجات اور ان کی تفصیل رومن رسم الخط ہی میں لکھی گئی ہے۔ تمام اندراجات کے صفحے دو کالمی ہے۔ بعض جگہ لاطینی الفاظ لاطینی رسم الخط میں بھی ملتے ہیں۔ مگر کہیں بھی کوئی بھی لفظ اردو ٹائپ میں نہیں لکھا گیا۔ حالا نکہ اس دور میں لکھی گئی ہندی زبان کی لغات اور فرہنگوں میں اندراجات اردو ٹائپ میں لکھے گئے ہیں۔ مگر ہوبسن جوبسن میں تلفظ کی وضاحت صرف نقل حرفی ہی سے ہوتی ہے۔ ہر لفظ کے سامنے صرف ونحو کے قواعد کی رو سے ایک یا دو حرفی وضاحت موجود ہے۔ اس کے بعد ماخذ کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اکثر مندرجات کا اصل ماخذ معلوم کرنے کے لیے تفصیلی معلومات درج کی گئیں ہیں۔ الفاظ کے معانی واضح کرنے کے بعد استعمال کی مثالوں کے لیے مختلف کتب سے اقتباسات نقل کیے گئے ہیں۔

فرہنگ کے تقریباً ۲۴۵۶ اندراجات ۹۸۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ محققین میں فرہنگ کے اندراجات اور تعداد صفحات کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے۔(۲۶)

| حروف | تعداد اندراجات | حروف | تعداد اندراجات |
|---|---|---|---|
| اے | ۹۴ | بی | ۲۶۷ |
| سی | ۳۷۶ | ڈی | ۱۳۸ |
| ای | ۱۹ | ایف | ۳۹ |
| جی | ۱۳۲ | ایچ | ۸۰ |
| آئی | ۱۸ | جے | ۹۰ |
| کے | ۷۹ | ایل | ۷۰ |
| ایم | ۲۱۳ | این | ۶۳ |
| او | ۳۵ | پی | ۲۱۱ |
| کیو | ۷ | آر | ۷۳ |
| ایس | ۲۴۰ | ٹی | ۱۴۲ |
| یو | ۸ | وی | ۱۹ |
| ڈبلیو | ۲۲ | ایس | ۲ |
| وائے | ۳ | زیڈ | ۱۶ |

انیسویں صدی میں مستشرقین نے اردو زبان کی کئی کتب لغت و قواعد مرتب کیں مگر فرہنگ ہوبسن جوبسن کا امتیازی وصف علم اشتقاق کا حامل ہونا ہے۔ جتنی تفصیل اور دلیل سے ماخذات پر اس فرہنگ میں بحث ملتی ہے اتنی کسی اور مستشرق کے ہاں نہیں ملتی۔ ہنری یول کا اندازِ تحریر اور اینگلو انڈین الفاظ و محاورات کے بیان کا طریقہ کافی حد تک مختلف ہے۔ ہنری یول ہر اندراج کو ایک تحقیقی مضمون تصور کرتے ہوئے اسناد کے حوالوں کو بھی اہمیت دیتے ہیں اور ماہرین کی رائے کو بھی نقل کرتے ہیں۔ یہی پہلو فرہنگ کو معتبر بناتا ہے۔

## حوالہ جات:

۱۔ آغا افتخار حسین، یورپ میں اردو (لاہور: مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۶۸ء)، ص ۵۰۔

۲۔ رضیہ نور محمد، اردو زبان اور ادب میں مستشرقین کی علمی خدمات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ از ۱۴۹۸ء تا ۱۹۴۷ء (لاہور: مکتبہ خیابان، ۱۹۸۵ء)، ص ۲۰۶۔

۳۔ عطش درانی، اردو زبان اور یورپی اہلِ قلم (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۷ء)، ص ۴۷

۴۔ صفدر رشید، مغرب کے اردو لغت نگار (لاہور: مجلس ترقی ادب، ۲۰۱۵ء)، ص ۶۸۔

۵۔ آغا افتخار حسین نے اس کا سنہ اشاعت ۱۸۶۶ء بتایا ہے۔ ان کے مضمون سے استفادہ کرتے ہوئے دیگر محققین رضیہ نور محمد، عطش درانی اور صفدر رشید نے بھی ۱۸۶۶ء کو ہی سنہ اشاعت لکھا ہے۔ حسین، ص ۵۸۔ محمد، ص ۲۰۶۔ رشید، ص ۷۲۔ درانی، ص ۱۳۲۔

۶۔ ہنری یول (Henry Yule)، اے۔ سی۔ برنل (A.C.Burnell)، Hobson-Jobson: A Glossary of Colloquial Anglo Indian words and phrases of kindered terms, Etymological, Historical, Geographical and Discursiv (لندن: جان مرے پبلشرز، ۱۹۰۳ء)۔

۷۔ ایضاً، (لندن / نیویارک: رتج، ۱۹۸۶ء)۔

۸۔ ایضاً (دہلی: ۲۰۰۷ء)۔

۹۔ حسین، ص ۵۵۔

۱۰۔ انتھنی برجس (Anthony Burgess)، "Foreword"، Hobson Jobson: A Glossary of Colloquial Anglo Indian words and phrases of kindered terms, Etymological, Historical, Geographical and Discursive (لندن: رتج، ۱۹۸۶ء)، ص ۷۔

۱۱۔ **ولیم کرک (اکتوبر ۱۹۲۷ء۔ اگست ۱۸۴۸ء):** ولیم کرک نے ٹپرارے (Tipperary) کے گرائمر سکول سے اور ڈبلن (Dublin) کے ٹرنٹی کالج سے تعلیم حاصل کی۔ سول سروس کا امتحان پاس کر کے ۱۸۷۱ء میں ہندوستان آئے۔ شمالی مغربی صوبے اور اودھ میں مجسٹریٹ اور کلکٹر کے عہدے پر فائض رہے۔ ولیم کرک نے ہوبسن جوبسن کی تدوین کی اور اس کا اضافہ شدہ ایڈیشن ۱۹۰۳ء میں لندن سے شائع ہوا۔ اس کے علاوہ ولیم کرک درج ذیل کتب کے مصنف بھی ہیں۔

- An Introduction to the Popular Religions and Folklore of Northern India, 1894.
- The Tribes and Castes of the North-Western provinces, 1896.
- The North-Western Provinces of India, 1897.
- Things Indian, 1906.
- Natives of Northern India, 1907.
- Islam in India 1912.

سی۔ای۔بک لینڈ (C.E.Buckland)، Dictionary of Indian Biography (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز،۱۹۸۵ء)،ص ۷۱۔

۱۲۔ کیٹ ٹیلچر (Kate Teltscher) روہیمپٹن یونی ورسٹی لندن میں ادب و ثقافت، تحقیقی مرکز برائے ادب و ثقافت کی شریک ڈائریکٹر ہیں۔یونی ورسٹی میں تدریس سے بھی وابستہ ہے۔کیٹ برطانیہ اور ایشیا کے مابین ثقافتی اور سائنسی روابط کی تاریخ جیسے موضوع پر تحقیق کر چکی ہیں۔ہوبسن جوبسن کی تدوین کے علاوہ بھی ان کی دو کتابیں شائع ہو چکی ہے۔

- India Inscribed : European and British Writing on India 1600-1800
- The High Road to China : George Bogle, the Panchen Lama, and the First British Expedition to Tibet

https://www.researchgate.net/profile/Kate_Teltscher, Date:5 september,2019.

۱۳۔ ہنری یول (Henry Yule)،اے۔سی۔برنل (A.C.Burnell)، Hobson-Jobson:The Defenative Glossary of British India (لندن او کسفرڈ یونی ورسٹی پریس،۲۰۰۳ء)۔

۱۴۔ حسنین، ص۷۰۔

۱۵۔ https://en.wikipedia.org/wiki/Henry_Yule, Date: 3 september 2019.

۱۶۔ انگریز مورخین نے بنگال کے نواب سراج الدولہ سے ایک واقعہ منسوب کرتے ہیں۔جس کو سانحہ بلیک ہول کا عنوان دیا گیا ہے۔سراج الدولہ نے کلکتہ کی فتح کے وقت تقریباً ۱۵۰ انگریزوں کو ایک اٹھارہ سے بیس فٹ کی کال کوٹھڑی میں قید کر دیا۔دم گھٹنے سے بیشتر مارے گئے۔صرف چند ہی بچ سکے۔اس واقعہ کو بنیاد بناتے ہوئے انگریز مورخ سراج الدولہ کو ایک ظالم اور بے رحم حکمران قرار دیتے ہیں۔برصغیر کے محققین نے اس واقعہ کے حقیقی ہونے پر اعتراض کیا ہے۔دلیل دی ہے کہ چند فٹ کے کمرے میں اتنے افراد کا سما جانا ممکن نہیں ہے۔
https://www.mirrat.com/article/9/615Date: 25 july 2019.

۱۷۔ جان۔ایف۔ریڈک (John.F.Riddick)، Who was who in British India (لندن: گرین وڈ پریس،۱۹۹۸ء)،ص ۴۰۳۔

۱۸۔ بک لینڈ،ص ۲۴۵۔

۱۹۔ کیٹ ٹیلچر (Kate Teltscher)،"Introduction"، Hobson-Jobson:The Defenative Glossary of British India) لندن او کسفرڈ یونی ورسٹی پریس،۲۰۰۳ء)،ص ۱۳۔

۲۰۔ ریڈک،ص ۵۷۔

۲۱۔ خالد احمد۔لفظوں کی کہانی لفظوں کی زبانی۔مترجم:شیر از راج (لاہور: مشعل بکس،۲۰۱۰ء)۔

۲۲۔ بادشاہ منیر بخاری، "کرنل ہنری یول کی لسانی خدمات" مشمولہ خیابان (پشاور: خزاں ۲۰۱۴ء): ص ۱۶۵۔

۲۳۔ سلیم اختر، اردو زبان کی مختصر ترین تاریخ (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز،۲۰۰۸ء)،ص ۲۰۱۔

۲۴۔ حسین، ص ۵۸۔

۲۵۔ حسین، ص ۵۸۔

۲۶۔ آغا افتخار، رضیہ نور محمد، بادشاہ منیر بخاری اور صفدر رشید صاحب نے فرہنگ کے تعداد و صفحات ۸۷۰ بتائے ہیں۔ جب کہ عطش درانی نے ۸۷ صفحات لکھا ہے۔ ممکن ہے کہ آغا افتخار حسین صاحب اور دیگر محققین نے فرہنگ کا پہلا نسخہ دیکھا ہو اور اس کے صفحات کی تعداد صفحات ۸۷۰ ہی ہو مگر یہ نسخہ راقمہ کو دستیاب نہیں ہو سکا۔ البتہ عطش درانی کے بتائے گئے ۸۷ صفحات بعید از قیاس معلوم ہوتے ہیں۔ اس پر کتابت کی غلطی کا گمان ہوتا ہے۔ البتہ سبھی محققین نے اندراجات کی تعداد ایک ہزار سے زائد بتائی ہے جو دستیاب شدہ ایڈیشنوں میں موجود اصل تعداد سے کم ہے اصل تعداد ۲۴۵۶ ہے۔ حسین، ص ۵۸؛ محمد، ص ۲۰۷؛ بخاری، ص ۱۶۸؛ رشید، ص ۱۷۲؛ درانی، ص ۱۳۲۔

## ماخذات:


احمد، خالد۔ لفظوں کی کہانی لفظوں کی زبانی۔ ترجمہ شیر از راج۔ لاہور: مشعل بکس، ۲۰۱۰ء۔

اختر، سلیم۔ اردو زبان کی مختصر ترین تاریخ۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء۔

بخاری، بادشاہ منیر۔ "کرنل ہنری یول کی لسانی خدمات"۔ خیابان، جامعہ پشاور، شمارہ ۳۱ (خزاں ۲۰۱۴ء)۔

بک لینڈ، سی۔ ای (C.E.Buckland)۔ Dictionary of Indian Biography۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۵ء۔

حسین، آغا افتخار۔ یورپ میں اردو۔ لاہور: مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۶۸ء۔

رشید، صفدر۔ مغرب کے اردو لغت نگار۔ لاہور: مجلس ترقی ادب، ۲۰۱۵ء۔

ریڈک، جان۔ الیف (John F.Riddick)۔ Who was who in British India۔ لندن: گرین وڈ پریس، ۱۹۹۸ء۔

محمد، رضیہ نور۔ اردو زبان اور ادب میں مستشرقین کی علمی خدمات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ از ۱۴۹۸ء تا ۱۹۴۷ء۔ لاہور: مکتبہ خیابان اردو، ۱۹۸۵ء۔

یول، ہنری۔ برنل، اے۔ سی۔ Hobson Jobson: A Glossary of Anglo Indian words or phrases and Kindred Terms Etymological, Historical, Geographical and Discursive۔ لندن: جان مرے، ۱۹۰۳ء۔

یول، ہنری۔ برنل، اے۔ سی۔ Hobson Jobson: A Glossary of Anglo Indian words or phrases and Kindred Terms Etymological, Historical, Geographical and Discursive۔ لندن: رٹلیج، ۱۹۸۶ء۔

یول، ہنری۔ برنل، اے۔ سی۔ Hobson Jobson: A Glossary of Anglo Indian words or phrases and Kindred Terms Etymological, Historical, Geographical and Discursive۔ نئی دہلی: روپا اینڈ کو، ۲۰۰۷ء۔

یول، ہنری (Henry Yule) ہنری، برنل، اے۔ سی۔ (A.C.Burnell) مرتب: کیٹ ٹیلٹسچر، Hobson-Jobson:The Defenative Glossary of British India، لندن آکسفرڈ یونیورسٹی پریس، ۲۰۰۳ء.

https://www.researchgate.net/profile/Kate_Teltscher
https://en.wikipedia.org/wiki/Henry_Yule
https://www.mirrat.com/article/9/615


☆☆☆☆☆